اسلامی مطلوب کیوں مطلوب ہے؟

(از جناب شیخ فتح محمد صاحب بھاگووال ضلع گورداسپور)

حضرات! مضمون ہذا سے پیشتر میرا ایک مضمون محدث ہی کے صفحات بابت ماہ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء میں بعنوان "اسلام کیا چاہتا ہے" آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ایک اور مضمون (جس کو پہلے مضمون کی دوسری قسط ہی کہنا چاہیئے)"اسلامی مطلوب کیوں مطلوب ہے؟" کے عنوان سے آپ کے پیش نظر ہے۔ جس کے پڑھنے سے مذکورہ عنوانی سوال (جو حوالہ دادہ مضمون پڑھنے سے خواہ مخواہ سامنے آجاتا ہے) حل ہو جاتا ہے۔ اور یہ سوال سامنے آئے بھی کیوں نہ جبکہ اس کی اہمیت ان الفاظ میں ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتی ہے کہ

"ہر وہ عمل جس کو محض آبائی رسم و رواج کے طور پر یا اندھے مقلد بن کر کیا جائے اور اس کی کوئی دیگر غرض و غایت ملحوظ نہ ہو۔ انعامیت، انسانیت سے برأت۔ جہل اور بیوقوفی پر مبنی ہے۔"

تو اب اگر "اسلامی مطلوب کیوں مطلوب ہے؟" کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ بھی یہی ہو کہ وہ جو کچھ کریں اور جس طرح کریں۔ جو چال چلیں اور جس طرح چلیں محض آبائی رسم و رواج کے طور پر اندھے مقلد بن کر اور کوئی دیگر اصلی غرض و غایت اُن کی اپنے افعال و اعمال میں پیش نظر نہ ہو۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ انعامیت۔ انسانیت سے برأت۔ جہل اور بے وقوفی نہیں۔ لہذا خواہ مخواہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "اسلامی مطلوب کیوں مطلوب ہے؟" تاکہ جو قدم بھی اُٹھایا جائے جہل اور نادانی کو دور کر کے علم و عقل کی روشنی میں اُٹھایا جائے۔ اور پھر جب اُٹھایا جائے تو اُسے پیچھے نہ ہٹایا جائے۔ بلکہ آگے بڑھایا جائے۔ خواہ اُس کے آگے بڑھانے میں طرح طرح کی صعوبتیں، مصیبتیں۔ آفات اور بلیات موت کی کالی ڈائن کی طرح راستہ روکے کھڑی ہوں۔ کیونکہ سچائی، عقیدہ کی پختگی و پائداری، دیگر اشیاء کیا پیاری جان تک کو قربان کر دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔

اب اصل سوال کے جواب کو قرآنی الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:-

یَاَیُّھَا النَّاسُ اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ) اے لوگو! اپنے اُس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے تمام لوگوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

مطلب یہ ہے کہ اسلام نے یہ جو تمام لوگوں کے سامنے اپنی دعوت پیش کی ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ وہی تمہارا رب ہے۔ وہی تمہارا اِلٰہ اور معبود ہے۔ اُسی کی تم مخلوق ہو۔ اُسی کے قانون کو ترویج دو۔ اُسی کا شرعی راج اور اُسی کی شرعی حکومت قائم ہونی چاہیئے۔ اُسی کی رعایا۔ محکوم اور غلام بن کر زندگی بسر کرو۔ یہ اس لئے نہیں ہے کہ اسلام لوگوں کو اللہ کا غلام اور مطیع بنا کر دنیا میں ذلت و خواری اور پستی و نکبت کے منحوس و مکروہ جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔ اور نہ اس لئے ہی لوگوں کو صرف اللہ کی عبادت اور بندگی کی طرف بلاتا ہے کہ اللہ اس کا محتاج ہے کہ لوگ اس کی عبادت و بندگی کریں۔ اللہ تو صمد و بے نیاز ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اُس کے سب محتاج ہیں۔ اُسی کی ذات ہے جو نقص سے خالی اور بے عیب ہے۔

ہاں اسلام کہتا ہے کہ صرف اللہ ہی کو اِلٰہ۔ رب اور معبود سمجھنا اور بجز اُس کے ہر قسم کے اِلٰہ۔ رب اور معبود کی الوہیت و ربوبیت سے انکار۔ صرف اللہ ہی کی عبادت اور بندگی کے لئے وقف ہو جانا۔ اور دیگر ہر ایک کی غلامی، محکومی اور رعیت ہونے سے آزاد ہو جانا۔ صرف اس لئے اور اس لئے مطلوب ہے کہ لوگ متقی بن جائیں اور یہ ہے بھی حقیقت کہ اللہ۔ رب اور معبود صرف اللہ ہی ہے۔ لہٰذا اُسی کی عبادت بندگی اور محکومی کے لئے زندگی کو وقف کر دینا چاہیئے۔

متقی بن جائیں کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ایسے تمام افعال و اعمال اور ایسی تمام قسم کی حرکات و سکنات سے کنارہ کرلیں۔ جو دنیوی زندگی کے میدان میں فساد۔ خونریزی، بے امنی اور بے چینی کے ظہور کا ذریعہ ہوں۔ اور اپنی سیرت۔ اپنے کیریکٹر اور اپنے آپ کو اُن تمام اعمال و کردار سے آراستہ کرلیں۔ جو ذریعہ ہوں۔ دنیوی زندگی میں اطمینان کے سانس۔ امن کی حالت۔ خوشی کے موقع اور چین کی کیفیت کا۔ تاکہ فطرت انسانی کی مانگ اور انسان کی وہ سچی اور صحیح خواہش۔ کامرانی و کامیابی کا پُرجوش استقبال کرے۔ جس کے لئے وہ ہزاروں راہ بھٹکتی پھرتی ہے اور جس کی رہنمائی قرآن کے الفاظ میں یوں کی گئی ہے کہ

فاتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اللہ سے ڈرو اور اس کے احکام پر عمل کرو تاکہ تم کو فلاح مل جائے۔

"اللہ کے احکام پر عمل کرو" حاصل ترجمہ ہے فاتقوا اللہ کا۔ یعنی اللہ کا خوف رکھتے ہوئے اس نے جن اعمال کے بجالانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اُن کی بجاآوری کے لئے مجسمۂ عمل بن جاؤ۔ اور جن اعمال و کردار کو وہ ناپسند کرتا ہے اُن سے رُک جاؤ۔ یہی طرز زندگی ہے۔ جس کے کرنے سے امن۔ خوشی، اور چین ملتا ہے اور اسی کا نام "فلاح" ہے۔

آخری بات اگر سچ پوچھو تو آخرت کے متعلق قرآن میں اللہ جل شانہ نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان اور عمل صالح والوں کو جنت ملے گی۔ خوشی ملے گی۔ آرام اور امن ملے گا۔ تو وہ دراصل اس بنیاد پر منحصر ہے کہ ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ دنیا میں بھی جنت۔ خوشی اور امن و آرام ہو اور ایمان اور عمل صالح کا مطلب یہی تو ہے کہ صرف اللہ ہی کو معبود خیال کیا جائے اور عملاً اسی کے احکام کے لئے اپنی زندگی دے دی جائے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۹)

اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ جو بعینہٖ رازی وغیرہ کا جواب ہے۔ ان السیاق وسبب النزول کان فی ذلک لانھا نزلت جوابا لمن انکر ذلک (فتح الباری پ۱۸ صـ۱۱) یعنی "اس آیت کا شانِ نزول نسخ ہی کے بارے میں ہے اور سیاق بھی اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ آیت نسخ کے منکرین کے جواب میں نازل ہوئی"

(۲) واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل الخ (نحل: ۱۰۲) "یعنی جب ہم چاہتے ہیں کسی آیت کو کسی اور آیت کی جگہ دے دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب اس نزول کو جانتا ہے"

(۳) یمحو اللہ ما یشاء ویثبت (رعد، ۳۹) یعنی "اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے"

ابومسلم اصفہانی اور اُن کے ہم خیال کے انکار نسخ کے یہ معنی نہ سمجھے جائیں کہ کہیں وہ خدانخواستہ سابقہ شریعتوں کی بقا کے قائل ہیں، یا شریعت محمدیہ میں جو احکام منسوخ ہو گئے ہیں وہ اُن کو قابلِ عمل سمجھتے ہیں، بلکہ اُن کے انکار کے یہ معنی ہیں کہ سابقہ شریعتیں ایک مقررہ وقت کے لئے تھیں۔ جب وہ وقت ختم ہو گیا۔ وہ شریعتیں قابل عمل نہ رہیں۔

وقد ثبت فی القرآن ان موسی وعیسی علیھما السلام قد بشرا فی التوراۃ والانجیل ببعث محمد علیہ الصلوۃ والسلام وان عند ظھورہ یجب الرجوع الی شرعہ (تفسیر کبیر ج۱ ص۴۳۲) یعنی قرآن پاک سے ثابت ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) نے توراۃ وانجیل میں نبی علیہ السلام کے بعثت کی خوشخبری دی اور آپ کی بعثت کے بعد آپ کی شریعت کی طرف رجوع لازم ہے۔

اور یہ تسلیم شدہ بات ہے التوقیت مانع من النسخ اسی طرح وہ احکام محمدی جو منسوخ ہو چکے ہیں۔ وہ مقررہ وقت تک کے لئے تھے۔

(باقی)